سلسلۂ تقاریر "تعارفِ الکتاب"

ڈاکٹر اسرار احمد

اِلَیْہِ یُرَدُّ(۲۵)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم   بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَکْمَامِھَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ ؕ وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ اَیْنَ شُرَکَآءِیْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَھِیْدٍ ﴾

(حٰمٓ السجدۃ : ۴۷)

قرآن مجید کا پچیسواں پارہ "اِلَیْہِ یُرَدُّ" کے نام سے موسوم ہے اور اس میں اولاً سورۂ حٰم السجدۃ کی آخری آٹھ آیات شامل ہیں اور اس کے بعد سلسلۂ حوامیم کی چار کامل سورتیں' یعنی سورۃ الشوریٰ' سورۃ الدخان' سورۃ الزخرف اور سورۃ الجاثیہ۔ سورۃ الشوریٰ کا دوسرا رکوع بلاشبہ نہایت عظمت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں اولاً اس حقیقت کی طرف راہنمائی کی گئی کہ نبی اکرم ﷺ جو دین لے کر دنیا میں تشریف لائے وہ کوئی نیا نویلا دین نہیں بلکہ یہ وہی دین ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور جو حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام لے کر دنیا میں تشریف لائے' اور اس دین کے دنیا میں آنے کی اصل غرض یہی ہے : ﴿ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ﴾ (الشوریٰ : ۱۳) کہ جو بھی اس دین کو قبول کریں یا جو بھی اس کے ماننے کے اور اس کے حامل ہونے کے دعویدار ہوں' ان کا فرض ہے کہ وہ اس دین کو قائم کریں اور اس میں تفرقے پیدا نہ کریں۔ یہ دین کُل کا کُل ایک وحدت ہے' اس میں تفریق نہیں کی جا سکتی اور سب سے بڑا فتنہ جس میں امت مبتلا ہو سکتی ہے وہ یہی تفرقہ کا فتنہ ہے۔

اس کے بعد وضاحت فرمائی کہ رسولوں کی امتوں میں اضمحلال یا زوالِ عمل کیوں پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا: ﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ○ ﴾ (آیت ۱۴) وہ لوگ کہ جو نبیوں کے بعد ان کی کتابوں کے وارث ہوتے ہیں وہ ان کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں' اور یہی ان کی بے عملی اور پھر بدعملی کا اصل سبب بنتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوا' اور یہ حکم آپ ؐ کی وساطت سے پوری اُمت مسلمہ کے ایک ایک فرد کو ہے: ﴿ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ﴾ پس اسی کی دعوت دیتے رہو اور اس پر پوری طرح مستقیم رہو' جاگزیں اور قائم رہو اور لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو۔ ﴿ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ' وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ﴾ اور دوٹوک الفاظ میں اعلان کر دو کہ میں تو ایمان رکھتا ہوں اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے مابین انصاف کروں۔ اس کے بعد جو بھی مخالفین اور معاندین اس دعوت کا راستہ روکنے کے لئے آگے بڑھیں' ان کے بارے میں نہایت بلیغ انداز اور بڑے دلنشیں پیرائے میں دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ' لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ' لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ' اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ○ ﴾ (آیت ۱۵) یہ جھگڑا کاہے کے لئے ہے؟ یہ فساد آخر کس بات پر ہے؟ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے' ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں' ہم اگر کوئی خیر کما رہے ہیں تو اس کا فائدہ ہم ہی کو پہنچے گا اور اگر بالفرض شر بھی کما رہے ہیں تو اس کا وبال تم پر نہیں بلکہ ہم پر ہی آئے گا۔ ہمارے اور تمہارے مابین اس تکرار کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک وقت آنے والا ہے جب ہم اللہ کے حضور میں جمع ہو جائیں گے' تب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا' معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ آیات امت مسلمہ کے ان افراد کیلئے بالخصوص بڑی رہنمائی کی حامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اللہ کے دین

یعنی اسلام کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے سعی کریں اور اس کیلئے "دعوت الی الکتاب" یعنی کتاب ہی کی طرف بلانے کو ذریعہ اور منہاج اختیار کریں۔

اس سورۂ مبارکہ میں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے ضمن میں ایک انتہائی اہم ہدایت وارد ہوئی' فرمایا : ﴿ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ﴾ (آیت ۳۸) ان کے معاملات آپس میں باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔ آخر میں نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی (ﷺ) ہم نے اس قرآن کو آپؐ کیلئے بھی نور بنایا ہے۔ آپؐ کو اس (قرآن) کے وحی کئے جانے سے قبل کچھ معلوم نہ تھا : ﴿ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَاالْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ﴾ آپؐ کچھ نہ جانتے تھے کہ ایمان کسے کہتے ہیں اور کتاب و شریعت کس چیز کا نام ہے؟ ہم نے اس قرآن کو آپؐ کے حق میں نور بنایا ہے اور اس قرآن کے حامل اور مہبط ہونے کی بنا پر اب سیدھی راہ کی طرف ہدایت دینے والے بھی آپؐ ہی ہیں : ﴿ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (آیت ۵۲)

سورۃ الزخرف اور سورۃ الدخان میں یہ مضمون مشترک ہے کہ دونوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ سورۃ الزخرف میں حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجمالی ذکر ہے۔ اور کفار کا ایک عجیب قول بھی سورۃ الزخرف ہی میں نقل ہوا ہے' انہوں نے کہا کہ اللہ کو اگر یہ قرآن نازل کرنا ہی تھا تو یہ جو دو بڑے بڑے شہر مکہ اور طائف ہیں' ان میں بڑے بڑے سردار اور صاحب ثروت لوگ موجود تھے' اللہ اگر نازل کرتا تو ان پر نازل کرتا : ﴿ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾ (آیت ۳۱) یہ بنی ہاشم کا ایک یتیم اللہ کو کیسے پسند آ گیا؟ جواباً ارشاد فرمایا گیا : ﴿ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ﴾ (آیت ۳۲) کیا یہ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرنے کے ٹھیکیدار بن گئے ہیں؟ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ نبوت اور رسالت کے لئے جو اوصاف مطلوب ہیں وہ کس میں موجود ہیں : ﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ﴾ (الانعام : ۱۲۵) اللہ خوب جانتا ہے کہ رسالت

کے فرائض ادا کرنے کے لئے جس قسم کے سیرت و کردار کی ضرورت ہے' جن اوصاف جلیلہ کا حامل ہونا ضروری ہے وہ کس میں ہیں اور کس میں نہیں ہیں!

سورۃ الدخان کا آغاز ہوا اس لیلۂ مبارکہ کے ذکر سے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا : ﴿ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾ (آیت ۳) یہ وہی شب ہے جو آخری پارے میں لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہوئی ہے' جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہے اور جس کے بارے میں آخری پارے میں فرمایا گیا کہ تم کیا سمجھتے ہو اس کی قدر و قیمت کو؟ ﴿ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؁ ﴾ (القدر : ۳) وہ ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔

سورۃ الجاثیہ میں دوسرے اہم مضامین کے ساتھ ساتھ ایک بڑا اہم مضمون یہ وارد ہوا ہے کہ جس طرز فکر کو ہم مادہ پرستانہ الحاد کہتے ہیں وہ کوئی جدید دور کی پیداوار نہیں ہے' بلکہ یہ فکر ہمیشہ سے موجود ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے صرف حواس خمسہ پر انحصار کیا اور اس سے ماوراء کسی ہدایت سے منہ موڑا' ان کا نقطۂ نظر ہمیشہ یہی رہا ہے جو آج کے مادیین اور ملحدین کا ہے۔ ان کا قول نقل ہوا : ﴿ وَقَالُوۡا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا یُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ﴾ (آیت ۲۴) ہم کسی اور زندگی کو نہیں مانتے' زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے' اس کے سوا کوئی زندگی نہیں' ہم خود ہی جیتے ہیں اور خود ہی مرتے ہیں اور ہمیں مارنے والی کوئی اور شے' کوئی اور طاقت' کوئی اور بڑی قوت' کوئی حاکم اور کوئی مالک نہیں ہے' سوائے گردش فلک کے۔ یہ زمانہ جو چل رہا ہے' یہ افلاک جو گردش میں ہیں' انہی کی گردش سے یہ سارا نظام آپ ہی آپ رواں ہے۔ یوں سمجھئے کہ درحقیقت ایک فقرے میں گویا کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ دورِ جدید کا مادہ پرستانہ الحاد جس کی زبردست چھاپ آج کے انسان کے ذہن پر پڑ چکی ہے' وہ حقیقتاً یہی ہے۔ ایک اور اہم قول بھی نقل ہوا' کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حیات اُخروی کو کسی درجے میں ماننے کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہ قیامت کے بارے میں کہتے ہیں : ﴿ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا

وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ○﴾ (آیت ۳۲) ہمیں کچھ گمان سا تو ہوتا ہے کہ شاید نبیوں نے جو خبر دی ہے وہ درست ہو' لیکن اس پر یقین نہیں بیٹھتا' دل نہیں ٹھکتا۔ ہم اگر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ ہم میں سے اکثر کی حالت یہی ہے' ہم آخرت اور معاد کے ماننے والے تو ہیں لیکن اس پر جو یقین ضروری ہے جس کے بغیر سیرت و کردار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی اور انسانی اعمال پر کوئی اثرات مترتب نہیں ہو سکتے' اِلا ماشاء اللہ' ہمارے قلوب اس سے خالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دولت ایمان سے سرفراز فرمائے۔

وآخر دَعوانا اَنِ الحمدُ للهِ رَبِّ العالمین ○

وقت کے نہایت اہم' انتہائی نازک اور حساس موضوع پر

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی وقیع تالیف

شیعہ سنی مفاہمت

کی ضرورت و اہمیت

شائع ہو گئی ہے۔ جس میں مذکورہ بالا موضوع پر محترم ڈاکٹر صاحب کے فکر انگیز خطاب کے ساتھ ساتھ درج ذیل موضوعات پر مضامین بھی شامل ہیں :

i) حضرت مہدی موعود کی شخصیت کے بارے میں اہل سنت و اہل تشیع کا موقف (از : ڈاکٹر اسرار احمد)

ii) امیر تنظیم اسلامی کے سفر ایران کے مشاہدات و تاثرات

iii) اسلام میں مختلف مسالک کی حیثیت اور مفاہمت کا راستہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور